ایمان کا زاویہ: اللہ کے ساتھ ایک مسلسل تعلق کے طور پر زندگی

وہ باقاعدگی سے نماز پڑھتا، صدقہ و خیرات کرتا اور روزے رکھتا تھا۔ جو بھی اسے جانتا، اسے ایک متقی اور مثالی مسلمان تصور کرتا تھا۔ زندگی پرسکون تھی اور اللہ اس پر مہربان تھا۔

تاہم، ایک دن اسے اپنے کاروبار میں ایک بڑے خسارے کا سامنا کرنا پڑا۔ بظاہر پریشان ہونے کے باوجود اس کا رویہ عاجزانہ رہا، اور وہ خود کو اور دوسروں کو یہی تسلی دیتا رہا کہ اللہ جلد ہی اس کی مشکلات حل کر دے گا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد، خاندان کا ایک فرد بیمار پڑ گیا۔ اس کی دعائیں طویل سے طویل تر ہوتی گئیں، اور اس کی پکار میں ایک تڑپ اور سچی لگن بڑھتی گئی۔

لیکن جب حالات میں کوئی تبدیلی نہ آئی، تو اس کے دل میں وسوسے سر اٹھانے لگے: اللہ میری کیوں نہیں سن رہا؟ اس نے مجھ سے کیوں منہ موڑ لیا ہے؟ میں نے ایسا کیا کیا تھا جو مجھے اس بے نیازی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟ اس کی اندرونی گفتگو تلخ ہوتی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی ناراضگی بھی بڑھتی گئی۔ آہستہ آہستہ، اس کے دل میں شکایتیں جنم لینے لگیں۔

در حقیقت، اپنے لاشعور میں اس نے یہ توقع قائم کر لی تھی کہ عبادت کے یہ تمام کام اسے ایک پُر آسائش اور محفوظ زندگی کی ضمانت فراہم کریں گے — یعنی اللہ کے ساتھ وفاداری کے بدلے میں اسے دنیاوی راحتیں ملیں گی۔ اس کے نزدیک ایمان ایک معاہدے (Contract) کی طرح تھا: "میں اللہ کی بندگی کروں گا، اور وہ مجھے میری مطلوبہ چیزیں عطا کرے گا۔" اس کی دعائیں شدید تر ہوتی گئیں، اس کی التجائیں بلند تر ہوتی گئیں — لیکن جب نتائج میں کوئی تبدیلی نہ آئی، تو اس کا دل تاریک ہونے لگا۔ اسے محسوس ہونے لگا جیسے اسے تنہا چھوڑ دیا گیا ہو: "اگر اتنی عبادت کے بعد بھی اللہ نے میری حفاظت نہیں کرنی، تو پھر اس سب کا کیا فائدہ؟"

قرآنِ کریم اسی کیفیت کو یوں بیان کرتا ہے:

> "اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو خدا کی بندگی کنارے پر کھڑے ہوئے کرتے ہیں۔ پھر اگر اُن کو کوئی فائدہ پہنچا تو خدا پر مطمئن ہو گئے اور اگر اُن کو کوئی آزمائش پیش آ گئی تو اوندھے ہو جاتے ہیں۔ اُنھوں نے دنیا بھی کھودی اور آخرت بھی۔ یہی کھلا ہوا خسارہ ہے۔" (الحج 22:11)

قرآن اس کمزور اور مفاد پرستانہ لین دین والے رویے پر بھی تنقید کرتا ہے:۔

> "(انھیں بتاؤ کہ) جو یہ گمان رکھتا ہو کہ اللہ دنیا اور آخرت میں ہر گز اُس کی مدد نہ کرے گا، اُس کو چاہیے کہ (اپنے تصور میں ذرا) ایک رسی (اوپر چڑھنے کے لیے) آسمان کی طرف تانے، پھر (جب منزل کو بہت دور دیکھ کر رنجیدہ ہو تو) اُس کو کاٹ دے اور دیکھے کہ آیا اُس کی یہ تدبیر اُس کے رنج کو دور کرنے والی بنتی ہے؟" (الحج 22:15)

جب ایمان محض دنیاوی کامیابی کا ایک ذریعہ بن جائے، تو یہ سطحی اور کمزور ہو جاتا ہے، اور پہلی ہی ناکامی اسے چکنا چور کر دیتی ہے۔

ایک مختلف رویہ

اللہ کی حقیقی بندگی مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کا کوئی سودا نہیں ہے، بلکہ یہ اپنی ردِ عمل کی قوت کو اللہ کی مرضی کے تابع کرنے کا نام ہے۔ زندگی ایک آزمائش ہے، سودا بازی نہیں۔ دعا، صبر اور شکر کا مقصد مخصوص دنیاوی نتائج کا حصول نہیں، بلکہ روح کی بالیدگی اور ابدی کامیابی کی تیاری ہے۔

اس کے لیے ایک مختلف زاویہ نگاہ کی ضرورت ہے جسے ہم **ایمان کا زاویہ** (Lens of Faith) کہہ سکتے ہیں — ایک ایسا رخ جس کے ذریعے ہر واقعہ، خواہ وہ خوشی ہو یا غم، خدا کے رحیمانہ، حکیمانہ، علیم اور قدیر منصوبے کے ایک حصے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

ہمیں اس مختلف طرزِ فکر کی ضرورت کیوں ہے

زندگی ہمیں مسلسل چیلنجز سے دوچار کرتی ہے — بیماری، ناانصافی، حادثات اور مایوسیاں۔ بظاہر یہ سب ہمارے اپنے یا دوسروں کے انتخاب کا نتیجہ، یا محض اتفاقیہ عمل معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی افسر ہماری تذلیل کرتا ہے، خاندان کا کوئی فرد ہمیں دکھ پہنچاتا ہے، یا کوئی ڈرائیور حادثے کا سبب بنتا ہے۔ فطری طور پر ہماری توجہ سامنے موجود "کردار" (Actor) پر مرکوز ہو جاتی ہے۔

لیکن ایمان ہمیں گہرائی میں دیکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ کے اذن کے بغیر ہمیں کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی، اور یہ کہ ہر صورتحال کے پیچھے اس کا علم، حکمت، رحمت اور قدرت کارفرما ہوتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے، تو اصل امتحان یہ نہیں کہ "انہوں نے ایسا کیوں کیا؟" بلکہ یہ ہے کہ "میں اس لمحے میں اللہ کو کیا جواب دوں گا؟"

یہی ایمان کا زاویہ ہے—یعنی ہر واقعے کو محض لوگوں کے ساتھ لین دین نہیں، بلکہ حقیقت میں خالق کے ساتھ ایک تعلق کے طور پر دیکھنا۔

ہدایت کار اور اداکار

زندگی کو ایک عظیم تمثیل یا ڈرامے کے طور پر تصور کریں۔ ہمارے ارد گرد کے لوگ وہ اداکار ہیں جو اپنے مکالمے ادا کر رہے ہیں—کچھ مہربان ہیں، کچھ تلخ اور کچھ ناانصاف۔ لیکن اس کا ہدایت کار (Director) اللہ ہے، جو بعض مناظر کو اس طرح پیش آنے کی اجازت دیتا ہے کہ وہ ہمیں آزما سکے اور ہماری تربیت کر سکے۔

جب میں صرف اداکاروں پر توجہ دیتا ہوں، تو میں غصے، ملامت یا انتقام کی آگ میں جلنے لگتا ہوں۔ لیکن جب میں "ہدایت کار" کو یاد رکھتا ہوں، تو میری توجہ بدل جاتی ہے: "یہ منظر میری زندگی میں ایک خاص مقصد کے لیے شامل کیا گیا ہے۔ اب میرا کون سا عمل اسے پسند آئے گا؟"

اس زاویے کے پیچھے بنیادی تصورات

زندگی کو ایمان کے زاویے سے دیکھنے کا مطلب یہ یاد رکھنا ہے کہ:

- **ایک رحیم خدا** نظامِ ہستی چلا رہا ہے۔ اس کی توجہ ہماری عارضی راحت کے بجائے ہماری دائمی نجات پر ہے۔
- **ایک حکیم خدا** کسی بھی واقعے کو مقصد کے بغیر ہونے کی اجازت نہیں دیتا چاہے اس کی حکمت ہماری نظروں سے اوجھل ہی کیوں نہ ہو۔
- **ایک علیم خدا** صرف رونما ہونے والے واقعات کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ ہمارے اندرونی محرکات اور جدوجہد سے بھی واقف ہے۔
- **ایک قدیر خدا** اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ کوئی بھی اور کچھ بھی اس کی مرضی سے تجاوز نہیں کر سکتا۔

اس کے اذن کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور کسی بھی چیز کو اس وقت تک اذن نہیں ملتا جب تک اس کی رحمت، علم، حکمت اور قدرت اسے محیط نہ کر لیں۔

'ردِ عمل' سے کیا مراد ہے

ردِ عمل یا جواب دینے کا مطلب بے عملی یا خاموشی نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب ہے:

- اشتعال انگیزی کے باوجود اخلاقی اور قانونی حدود میں رہنا۔
- جہاں ممکن ہو معاف کر دینا، یہ سمجھتے ہوئے کہ اللہ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اپنے معاملات اس کے سپرد کر دیتے ہیں۔
- مشکل وقت میں بھی شکر گزاری کا دامن نہ چھوڑنا اور اللہ کی ان نعمتوں پر بھروسہ رکھنا جو ابھی پردۂ غیب میں ہیں۔
- اپنی کوتاہیوں کی اصلاح کرنا—معافی مانگنا، اس بات پر غور کرنا کہ ہمارا ردِ عمل غلط کیوں تھا، اور اگلی بار کے لیے بہتر تیاری کرنا۔

قرآن اسے خوبصورت انداز میں بیان کرتا ہے:

> "اگر تم لوگ (کسی وقت) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمھارے ساتھ کیا گیا ہے، لیکن اگر صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لیے یہ بہت ہی بہتر ہے۔ (اے پیغمبر)، صبر کرو—اور تمھیں یہ صبر خدا کے تعلق ہی سے حاصل ہو سکتا ہے" (النحل 16:126)

اندرونی مکالمہ: دل کی تربیت

ایمان کا زاویہ ایک بار اپنانے سے حاصل نہیں ہو جاتا، بلکہ اسے اندرونی مکالمے کے ذریعے پروان چڑھایا جاتا ہے۔

- خوشی ہو یا غم، چھوٹے بڑے ہر لمحے میں اپنے آپ سے سرگوشی کریں: "یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ اب مجھے اسے بہترین جواب دینا ہے۔"
- اس کی مشق روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی الجھنوں میں کریں: ٹریفک کی تاخیر، معمولی بیماری یا کسی کی تلخ بات۔

• وقت گزرنے کے ساتھ، یہ مکالمہ آپ کی جبلت بن جائے گا—مایوسی اور تلخی کے خلاف ایک حفاظتی ڈھال۔

تب ایمان صرف ایک خیالی یقین نہیں رہتا بلکہ ایک ایسا نظریہ بن جاتا ہے جس کی روشنی میں انسان زندگی کے ہر لمحے کو دیکھتا اور سمجھتا ہے۔

ترجیحات کی تبدیلی

جب میں یہ زاویہ اپنا لیتا ہوں، تو:

• میرا مقصد نتائج پر قابو پانے کے بجائے اپنے عمل کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کرنا بن جاتا ہے۔

• میں کامیابی کی پیمائش دنیاوی نتائج سے نہیں بلکہ اپنے رویے کی پختگی سے کرتا ہوں۔

• تکلیف قابل برداشت ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ضائع نہیں ہو رہی؛ بلکہ وہ تطہیرِ قلب اور ابدی اجر کا راستہ بن جاتی ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"کسی مسلمان کو کوئی تھکن، کوئی بیماری، کوئی فکر، کوئی رنج، کوئی تکلیف اور کوئی غم نہیں پہنچتا، یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا بھی چبھے، تو اللہ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔" (بخاری، مسلم)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آزمائشیں بذاتِ خود خودکار طریقے سے اجر کا باعث نہیں بنتیں، بلکہ ان پر مومن کا **ردِ عمل**—صبر، شکر اور اللہ کی طرف رجوع—نیکیوں میں اضافے یا گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔ واقعہ صرف ایک امتحان ہے؛ اجر کا انحصار اس بات پر ہے کہ انسان اس کا سامنا کیسے کرتا ہے۔

ایمان کے زاویے کی مشق

روزانہ کی مختصر مشق:

• رات کو سونے سے پہلے، دن بھر کے کسی مشکل لمحے پر غور کریں۔

• خود سے پوچھیں: "اگر میں نے اسے اللہ کے ساتھ ایک معاملے کے طور پر دیکھا ہوتا، تو میرا رویہ کیا ہوتا؟"

• اپنے موجودہ ردِ عمل اور اس مطلوبہ ردِ عمل کے فرق کو نوٹ کریں جس کی آپ خواہش رکھتے ہیں۔

• اس دعا پر اختتام کریں: "اے اللہ، مجھے ہر لمحے کو تیری رحمت، حکمت، قدرت اور علم پر مبنی ایمان کے زاویے سے دیکھنے کی توفیق عطا فرما۔"

یہ سادہ سی مشق دل کی کایا پلٹ سکتی ہے اور آپ کو امید، صبر اور شکر گزاری پر قائم رکھ سکتی ہے۔

آپ کے لیے غور و فکر کی ایک مشق

کچھ پر سکون لمحے کاغذ اور قلم کے ساتھ گزاریں۔

1. پچھلے چند دنوں کے دوران پیش آنے والے ایک خوشگوار اور ایک ناخوشگوار واقعے کو یاد کریں۔

2. اس لمحے پیدا ہونے والے اپنے فوری ردِ عمل اور جذبات کو لکھیں۔

3. اب ان واقعات کو **ایمان کے زاویے** سے دیکھیں—یہ یاد رکھتے ہوئے کہ ایک رحیم، حکیم، علیم اور قدیر خدا نے آپ کی ترقی اور ابدی کامیابی کے لیے ان کی اجازت دی تھی۔

اب غور کریں:

• یہ نیا زاویہ نگاہ اس واقعے کے بارے میں آپ کے جذبات کو کیسے بدل رہا ہے؟

• آپ کے فوری ردِ عمل اور ایمان پر مبنی سوچ میں آپ کو کیا فرق محسوس ہوتا ہے؟

• آپ کی رائے میں، اگر آپ زندگی کو اسی زاویے سے دیکھنا شروع کر دیں، تو آپ کی زندگی میں کیا بڑی تبدیلی آسکتی ہے؟